ڈاکٹر عفیرہ حامد علی

تحریک پاکستان میں مسلم صحافت کا کردار

تحریک پاکستان کا وہ لمحہ جب قوم کی جدوجہد اور مستقبل کی آس کے جذبے پورے عروج پر تھے ، مسلم صحافت نے تحریکِ آزادی میں مُثبت کردار ادا کیا ۔ ابھی وقت کا سفر اتنا پُرانا نہیں ہوا اور ان گھڑیوں کی صدائے بازگشت سنی جاسکتی ہے جو مسلم صحافت کے پس منظر میں ہمیشہ موجود رہے گی ۔ ابھی وہ آنکھیں کھلی ہیں ، وہ دل دھڑکتے ہیں ، وہ ذہن زندہ ہیں اور وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں جنھوں نے سرسیّد احمد خان کی صحافتی بصیرت ، مولانا ظفر علی خان کا سیاسی تدبر ، مؤثر آواز اور حمید نظامی کی دانشمندی دیکھی ہے اور جسے زمانے کی تاریخ نے ریکارڈ کیا ہے ۔

صحافت کا کوئی بھی محقق جب برصغیر کی مسلم صحافت کی تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اپنی اس تاریخی میراث پر فخر کرتا ہے ۔ اس کے قلب و ذہن پُرسکون ہوتے ہیں کہ اس کے آباؤ اجداد نے صحافتی اور سیاسی پلیٹ فارم سے تحریکِ پاکستان کی تکمیل میں تاریخ ساز کردار ادا کیا اور بطریقِ احسن مسلمانانِ ہند کو آزادی کی منزل تک پہنچایا ۔

مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے لیے جن اخبارات اور صحافیوں نے بنیادی اور ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا ، ان کا تفصیلی ذکر تو اس مضمون میں ممکن نہیں تاہم سرسیّد احمد خان ، مولانا عبدالحلیم شرر ، حسرت موہانی ، مولانا محمد علی جوہر ، مولانا ظفر علی خاں ، مولانا غلام رسول مہر ، حمید نظامی اور الطاف حسین حیسی اونچی شخصیات اور ان کی صحافتی خدمات کو تاریخ نے اپنے صفحات میں سنہری حروف سے

کندہ کیا ۔ ان صحافیوں نے مسلم تقاضوں اور مسائل کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ایسی زندہ صحافت کی بنیاد ڈالی جو آج تک نئے آنے والے صحافیوں کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کی صحافت آج کے تقاضوں اور معیار سے خاصی مختلف نظر آتی ہے اور آج کا قاری شاید اسے احسن طریقے سے سراہنے سے قاصر ہو ۔ لیکن یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آج کی صحافت انھی کے جلائے ہوئے دیے سے لَو لے رہی ہے جو کسی سرکار یا دربار کا محتاج نہیں تھا ۔

سرسیّد احمد خان کے " تہذیب الاخلاق " اور " اخبار سائنٹفیک سوسائٹی،" مولانا ظفر علی خاں کے " زمیندار "،حسرت موہانی کے " اردوئے معلّٰی " ، مولانا محمد علی جوہر کے " ہمدرد " اور " کامریڈ " ، مولانا غلام رسول مہر اورمولانا عبدالمجید سالک کے " انقلاب " اور حمید نظامی کے " نوائے وقت " نے صنفِ صحافت میں بہت دُور رس اثرات مُرتب کیے ۔ یہ انھی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ تحریکِ پاکستان ایک ایسے موڑ پر آپہنچی جہاں انھوں نے تمام لوگوں تک مسلمانوں کا نقطۂ نظر نہایت واضح اور غیر مبہم انداز میں پہنچایا ۔

تصوّرِ پاکستان درحقیقت ابتدا میں اس کوشش کا آغاز تھا کہ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی اہم اقدار کا تحفظ کیا جائے ۔ لیکن ہندو اور انگریز نے مسلمانوں کو مجبور کردیا کہ وہ رفتہ رفتہ اپنے لیے ایک الگ وطن کے قیام کے حصول کے لیے کوشش کریں ۔ علیحدہ مملکت کا تصوّر کسی مذہبی تعصب کی بنا پر تشکیل نہیں پایا تھا بلکہ اس کا دائرہ کار بےحد وسیع تھا اور اس کے دائرے میں مسلمانوں کی ایک مسلسل جدوجہد پوشیدہ تھی ۔ اس جدوجہد میں روح پھونکنے والے سرسیّد احمد خاں تھے جنھوں نے مسلمانوں کی تعمیر و ترقی کے لیے نئی نئی راہیں دکھائیں اور اُن میں جذبۂ آزادی اور علیحدہ وطن کا تصوّر پیدا کیا ۔ انیسویں صدی کے آخر میں مولانا عبدالحلیم شرر نے سرسیّد کے تصوّر کو آگے بڑھایا ۔ انھوں نے مسلمانانِ ہند کی زبوں حالی کو دل کی گہرائیوں سے محسوس کیا ، اور ایک نئے عزم کے ساتھ اس میدان میں کُود

پڑے ۔ انہوں نے اپنی صحافت کے ذریعے مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے تصوّر کو اجاگر کیا ۔ انہوں نے ۱۸۹۰ء میں لکھنؤ سے ایک ہفت روزہ " مہذب " جاری کیا اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو ایک ایسے تصوّر سے روشناس کرانے کی کوشش کی جسے ہم تصوّر پاکستان کا ابتدائی خاکہ کہہ سکتے ہیں ۔

مولانا عبدالحلیم شرر نے ہفت روزہ " مہذب " کے ذریعے ہندو اور مسلمانوں کے طرز حیات میں جو نمایاں فرق موجود تھے ، اسے وضاحت کے ساتھ پیش کیا اور یہ ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں جو اکٹھی نہیں رہ سکتیں ۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کی معاشرت ، معیشت ، رسم و رواج ، مذہب ، تہذیب و تمدن اور ثقافت کا تمام تر نظام حیات ہندو قوم سے یکسر مختلف ہے ۔ " مہذب " نے مسلمانوں کو ایک الگ قوم کا درجہ دینے کے لیے کئی مضامین شائع کیے ۔ اس سلسلے میں عبدالحلیم شرر نے دونوں قوموں کی مذہبی رسوم کا جائزہ لیتے ہوئے " ہندو مسلمان " کے زیر عنوان ایک مضمون شائع کیا جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے ۔

> " ..... ہم کو اصل مسئلے سے بحث نہیں ، اس لیے شاید ہندو ناراض ہوں گے کہ ہمارے خلاف یک طرفہ ڈگری دے دی گئی اور بے شک اگر ان کے مذہب نے ان کو اس قدر مجبور کیا ہے کہ کوئی اپنے گھر میں چھپا کر گائے کی قربانی کرے تو بھی وہ قانون کو چیر پھاڑ کے اور پاؤں سے روند کر گھروں میں گھس کے اس کا سدّباب کریں تو ہمیں کوئی عذر نہیں ۔ بلکہ اگر وہ دنیا بھر سے گاؤ کشی موقوف کرانے کی کوشش کریں تو ہماری زبان سے کوئی خلاف کلمہ نہ نکلے گا ۔ لیکن اس قسم کی کارروائی کہ وہ قدیم آٹھ سو برس کے تعلقات جو ہندومسلمانوں میں نسلاً بعد نسل چلے آتے ہیں توڑے جائیں ، کیونکر جائز تسلیم کی جا سکتی ہے ۔ ہمارے خیال میں اگر ایسا وقت آگیا ہے کہ کسی کی مذہبی رسوم بغیر دوسرے کی

توهین کیے نہیں پوری ہوتیں اور نہ اتنا صبر و تحمل ہے کہ دوسرا فریق ان باتوں کو طرح دیے تو ہندوستان کے اضلاع کو ہندو مسلمان باہم تقسیم کر لیں اور اپنی آبادی علیحدہ کر لیں ـ کیونکہ ہندوؤں کا یہ اختلاف درپردہ اسی کو چاہتا ہے کہ اب وہ مسلمانوں کو اپنے پڑوس میں نہ رہنے دیں گے "ـ [1]

اس اقتباس میں مولانا عبدالحلیم شرر نے ہندوستان کی تقسیم کا نظریہ واضح طور پر پیش کیا ہے ـ انہوں نے مذہبی تعصب کو بنیاد بنا کر گاؤ کُشی کے حوالے سے جس نظریے پر روشنی ڈالی ہے اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں جو متحدہ ہندوستان میں کسی بھی صورت ایک نظامِ حیات کے تحت زندگی نہیں گزار سکتیں ـ گاؤ کُشی کی مذہبی رسوم نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اتنی وسیع خلیج حائل کر رکھی تھی کہ جسے ختم کرنا ناممکن تھا اور دونوں میں سے کوئی بھی فریق اس بات پر آمادہ نہ ہوتا تھا کہ کسی ایک کی غلطی کو درگزر کر دیا جائے ـ عبدالحلیم شرر نے " مہذب " میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں پائے جانے والے سماجی اختلاف کی نشان دہی کی اور مسلمانوں کو ان کے ملی تشخص سے روشناس کرانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ـ

صدی کے پلٹتے ہی پاکستان کے تصوّر کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور حقیقت کا روپ دینے کے لیے صحافت نے نیا انداز اختیار کیا ـ صحافت کا یہ روپ نہایت جرأت مندانہ تھا ـ اُس وقت صحافت کے افق پر چار حوصلہ مند ، بیباک اور نڈر صحافی نمودار ہوئے ـ انہوں نے برعظیم کی سیاست کو ایک ایسے راستے پر ڈالا ، جس نے آگے چل کر ایک اسلامی ریاست کو دُنیا کے نقشے پر اُبھارا ـ یہ اخبار " زمیندار ، کامریڈ ،

---

[1] مہذب ـ مضمون مولانا عبدالحلیم شرر "ہندو مسلمان " جلد ۱ شمارہ ۲ ـ ۲۳ ، اگست ۱۸۹۰ء

ہمدرد اور اردوئے معلّٰی "تھے" جن کی ادارت مولانا ظفر علی خاں ، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا حسرت موہانی کرتے تھے ۔ یہ اخبارات مسلمانوں کے جذبات برطانوی حکومت کے سامنے ظاہر کرتے تھے اور مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑ رہے تھے ۔

اس دور میں برصغیر کے مسلمانوں کا بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ تصوّر پاکستان کو ایک زندۂ جاوید حقیقت بنایا جا سکے ۔ اس وقت مولانا حسرت موہانی صحافتِ ہند میں "اردوئے معلّٰی " لے کر اُبھرے اور برصغیر کی صحافت پر روشنی کی کِرن بن کر چھا گئے ۔ یہ رسالہ ادب کے ساتھ سیاست میں بھی سرگرم رہا ، کیونکہ حسرت موہانی انقلابی تھے ، اس لیے اُن کی صحافت میں بھی وہی انقلابی رنگ نمایاں تھا ۔ جرأت اور بیباکی حسرت موہانی کا خاص وصف تھا ۔ اس لیے انگریز حکمران کے سامنے انھوں نے مسلمانوں کی مکمل آزادی کا مطالبہ پیش کیا ۔ وہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے ایک الگ قوم تصوّر کرتے تھے ۔ اس سلسلے میں " اردوئے معلّٰی " کے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو ۔

> " بہرحال وطن پرستانِ ہند کو کسی نہ کسی روز یہ مسئلہ ضرور حل کرنا ہوگا ۔ ہندوؤں کو سلطنتِ ہند کی افضلیت کا گمان دماغ سے نکالنا اور ہندوستان کی اقوام کے ایک جزو کی حیثیت سے مسلمانوں کے جائز مطالبے کو قبول کرنا ہوگا " ۔ ؎۲

مولانا حسرت موہانی اپنی صحافت و سیاست کی شمع کو لے کر میدان میں آئے اور تاریکی و ظلمت کو اس طرح دُور کرتے چلے گئے کہ اس راہ پر چلنے والوں کو ایک نیا انداز مل گیا ، نئے تصوّرات سامنے آئے جو انھیں پاکستان کی منزل پر لے آئے جو مسلمانانِ ہند کی آخری تمنّا اور آرزو تھی ۔ تحریکِ آزادیِ ہند اور عالمی سطح پر اسلام کی سربلندی

؎۲ اُردوئے معلّٰی ۔ ۱۲ ، مئی ۱۹۰۷ء

کے لیے عدیم النظیر جدوجہد میں برصغیر کے ایک نڈر صحافی مولانا ظفر علی خاں کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا ، جن کی سیاسی اور صحافتی سرگرمیاں مسلمانوں کی تاریخ کا گراں قدر سرمایہ ہیں ۔ ہندوستان کی سرزمین سے اٹھنے والی ہر اس تحریک کو انہوں نے اپنے خونِ جگر سے پروان چڑھایا جو اپنے دامن میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور ترقی و خوش حالی کے بے شمار ابواب رکھتی تھی ۔ انہوں نے مسلمانانِ ہند کے حقوق کے تحفظ کے لیے صحافت کا راستہ اپنایا اور " زمیندار " جاری کیا ۔ اس اخبار کا اجرا ایک انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور اس سے سیاسی تحریک زور پکڑنے لگی ۔ مولانا ظفر علی خاں کے " زمیندار " نے تحریکِ پاکستان کا رُخ موڑ ڈالا ۔ مولانا کے پُرجوش اور جذباتی اداریوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں آگ لگا دی ۔

مولانا ظفر علی خاں نے قومی مسائل کے ساتھ بین الاقوامی معاملات میں اپنے زورِقلم سے ایسی جولانیاں دکھائیں کہ اگر ایک طرف اسلامیانِ ہند کے دل و دماغ روشن ہوئے تو دوسری طرف انگریز حاکموں کے ایوانوں میں ہلچل مچ گئی ۔ مولانا " زمیندار " کے ذریعے مسلمانوں کو متحد ہونے کی تلقین کرتے تھے ۔ اُن کا نظریہ یہ تھا کہ جب تک مسلمان متحد نہیں ہوں گے اُس وقت تک وہ آزادی کی جدوجہد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے ۔ مسلمانوں میں آزادی کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اُنہوں نے بڑی جراُت اور بے خوفی و بیباکی سے اداریے لکھے ۔ وہ آزادئ وطن کے لیے بیتاب تھے ۔ انہوں نے جنگِ بلقان میں مسلمانوں کی زبردست حمایت کی ، تحریکِ خلافت کو آگے بڑھایا ، شدھی اور سنگھٹن تحریکوں کا مقابلہ کیا ، کانگرس کی سول نافرمانی میں شمولیت کی ۔ کانپور کی مسجد کی شہادت پر احتجاج کیا اور مسجد شہید گنج کی تحریک چلائی ۔ انہوں نے اپنے اداریوں اور مضامین کے ذریعے مسلمانوں کی ہر موقع پر رہنمائی کی ۔

مولانا ظفر علی خاں پاکستان کا عملی قیام چاہتے تھے اور اس حقیقت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مسلم لیگ نے

مارچ ۱۹۴۰ء میں جو قرارداد کی منظوری ، " زمیندار " نے ۲۱ ، مارچ ۱۹۴۰ء کے ایک اداریے میں یہ حقیقت عیاں کی کہ اس قرارداد میں مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ ہو گا اور مسلمانوں کو کامل آزادی کا یقین دلایا جائے گا ۔ وہ کانگرس کے زیرِ اثر نہ ہوگی ۔ اس کی تائید ان الفاظ میں کی گئی ۔

" آج کانگرس ملک کی آزادی پر اصرار کر رہی ہے ، لیکن کیسی آزادی ؟ وہ آزادی جس کے حصول کے لیے ایک ایسی حکومت قائم ہوسکے جس میں ہندوؤں کی اکثریت اپنی من مانی مُرادیں پا سکے ۔

اس کا جواب صرف مسلم لیگ ہی دے سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ قوم اس کے اسلامی جھنڈے تلے جمع ہو کر ایک متحدہ مطالبہ دُنیا کے سامنے پیش کرے اور ساتھ ہی اجتماعی قوت کے حصول اور تعمیری کاموں کی تکمیل میں روز و شب مصروف ہو جائے ۔ خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اب بیدار ہو چکے ہیں اور یقین کامل ہے کہ مسلم لیگ کے موجودہ اجلاس میں وہ اپنی بیداری اور قومی تنظیم کا پورا ثبوت دیں گے۔" [۳]

مولانا ظفر علی خاں کے " زمیندار " نے تحریکِ پاکستان میں نمایاں خدمات انجام دیں ۔ ان کی صحافت کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کو نیند سے جگانا اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو بحال کرنا تھا ۔ مسلمانوں کی سربلندی کے لیے مولانا اپنی جان سے کھیل گئے ۔ ان کی صحافت نے مسلمانوں میں آزادی کی ایک نئی روح پھونکی اور تحریکِ پاکستان کی جدوجہد ظفر علی خاں کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف گامزن ہوئی ۔ انہوں نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کا پیغام قلم اور زبان سے اس انداز میں پھیلایا کہ

---

[۳] زمیندار ۔ اداریہ ۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اہم تاریخی اجلاس ۔ جلد ۲۷ ۔ شمارہ ۵۹ ۔ ۲۱ ، مارچ ۱۹۴۰ء

مسلمانانِ ہند بیک آواز اپنی الگ سرزمین پاکستان کا نعرہ بلند کرنے لگے ۔

مولانا محمد علی جوہرؒ ایک ایسی ناقابلِ فراموش شخصیت ہیں جن کے وجود اور صحافت کے بغیر تحریکِ آزادی کا باب ادھورا اور نامکمل رہتا ہے ۔ انہوں نے صحافت کے ذریعے مسلمانانِ ہند کو پستیوں سے نکالا اور اُن کے دلوں میں آزادی کا ایک نیا جذبہ بھر دیا جو آگے چل کر مسلمانوں کی الگ ریاست کا موجب بنا ۔ اس سلسلے میں انہوں نے " کامریڈ " اور " ہمدرد " کا اجرا کیا ۔ جوہر نے " کامریڈ " کے ذریعے مسلمانوں کے جائز مطالبات اور حقوق کو منوانے کے لیے جدوجہد کی ۔ اس وجہ سے " کامریڈ " نہ صرف برصغیر کا مقبول ترین اخبار بن گیا بلکہ وائسرائے ہند بھی اس کے بڑے قدردان ہوگئے ۔ اسی طرح " ہمدرد " پوری اسلامی صحافت پر چھا گیا اور مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گیا ۔ مولانا محمد علی جوہر چاہتے تھے کہ مسلمان اور ہندو متحد ہو کر آزادی کے لیے تگ و دو کریں ۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے ۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کے حقوق کو ہمیشہ سامنے رکھا ۔ ہندو مسلم اتحاد پر زور دیتے ہوئے " ہمدرد " میں لکھتے ہیں ۔

> " ...... پھر جب دونوں کو اسی ملک میں رہنا ہے تو کیا بہتر ہوگا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑتے رہیں اور تیسرے کی غلامی کریں ؟ " [۲]

تحریکِ پاکستان میں جب مسلمانوں کی الگ قومیت کا سوال اٹھا تو " ہمدرد " نے اس کی پُرزور حمایت کی اور جداگانہ انتخاب کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا ۔ مولانا دو قومی نظریے کے زبردست حامی تھے ۔ انہوں نے مسلمانوں کی الگ قومیت اور ملت کے تصوّر کو اپنے خیالات کی روشنی میں یوں بیان کیا ۔

> " .... اور گو میں ہندوستان میں ایک

---

[۲] ہمدرد ۔ ۱۲ ، نومبر ۱۹۲۹ء

> مشترکہ قومیت کی ضرورت کو بھی محسوس کرتا تھا اور اس کی نشوونما کا دل سے خواہاں تھا ۔ مسلمانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ اہلِ ہند کی جانب سے ان کے ساتھ بے توجہی اور کسی قدر حقارت کے سلوک نے اور اس خیال نے کہ مسلمانوں کے ساتھ وہ انصاف نہ کریں گے مجھے ہندوستان کی مشترکہ قومیت کی سیاست سے علیحدہ رکھا ۔" ۵ے

مولانا محمد علی جوہرؔ مسلمانوں کو ایک الگ قوم ہونے کا احساس دلاتے تھے ۔ جب ہندو مسلم فسادات آگ کی طرح بھڑکے تو مولانا کو یہ احساس ہوا کہ مسلم اقلیت کے حقوق کا تحفظ کیسے ہوگا ؟ مولانا نے نہرو رپورٹ کی سخت مخالفت کی انہوں نے " ہمدرد " کے ذریعے یہ بات واضح کر دی تھی کہ مسلمان ایک الگ سیاسی حیثیت کے حامل ھیں ۔ وہ مسلم قوم کے رہنما کی حیثیت سے ابھرے اور زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے رہے ۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے حامی تھے اور ملتِ اسلامیہ کے لیے مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر دیکھنا چاہتے تھے ۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے انہوں نے صحافت کو ذریعہ بنایا اور " کامریڈ " کے بعد " ہمدرد " کے ذریعے مسلمانوں کو آزادی کی طرف گامزن ہونے کی دعوت دی ۔ ان کے ذہن میں علیحدہ مسلم ریاست کا تصوّر موجود تھا ، اسی لیے انہوں نے جداگانہ انتخاب پر زور دیا تاکہ مسلمانوں کی الگ حیثیت قائم رہے اور وہ اقلیت ہونے کے باوجود ایک قوم کی صورت میں اُجاگر ہوں ۔

روزنامہ " انقلاب " نے اسلامیانِ ہند کو وسیع تر مفاد کی خاطر انہیں آزادی سے ہم کنار کرنے کے لیے صحافت کو ایک نیا رنگ دیا ۔ اس کے ذریعے مولانا غلام رسول مہر اور مولانا عبدالمجید سالک نے مسلمانوں کے قلب و ذہن میں یہ بات راسخ

۵ے ہمدرد ۔ ۱۷ ، اکتوبر ۱۹۲۶ء

کی کہ وہ مستقبل کے بارے میں اپنا نیا لائحہ عمل مرتب کریں ۔ انہوں نے نظریۂ وطنیت پر زور دیا اور " انقلاب " کے پلیٹ فارم سے برصغیر کے مسلمانوں کو آزادی اور قوم کے مفہوم سے روشناس کرایا ۔ ایک اداریے کا یہ اقتباس اس بات کی وضاحت کرتا ہے ۔

" ..... کاش اللہ تعالیٰ ہمارے ہندو بھائیوں کو انصاف کی توفیق عطا فرمائے ۔ کاش وہ سمجھ لیں کہ یہ ملک تنہا ہندوؤں کا نہیں ، بلکہ یہاں کی تمام قومیں اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس کی ملکیت میں شریک اور اس کے وسائل سے مستفید و متمتع ہونے کی حقدار ہیں ۔ " [۶]

" انقلاب " نے مسلمانوں کے لیے الگ ریاست کے تصّور کو تقویت دی ۔ مرتضیٰ احمد خاں میکش نے ایک طویل مضمون بعنوان " مسلم ہند کے لیے وطن کی ضرورت ، ہندوستان کی سیاسی الجھنوں کا واحد علاج " لکھا ۔ اس میں اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں ایک جداگانہ وطن ملنا چاہیے، جہاں وہ اپنی زندگیاں اپنی مرضی سے بسر کرسکیں اور صحیح معنوں میں ان کے اندر جذبۂ وطنیت پروان چڑھ سکے ۔ وہ اپنی بات کو اس انداز میں لکھتے ہیں ۔

" ..... پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی اس سرزمین میں ایک جداگانہ وطن دیا جائے تاکہ وہ بھی وطنیت کے صحیح جذبے سے متاثر ہو سکیں اور اس طرح اقوام عالم کی صف میں شمار ہو کر تمدنِ انسانی کے ممد و معاون بن سکیں ۔ ان کے افراد بھی ان تصّورات کو اپنے دل میں نشوونما دے سکیں کہ ہمارے وطن کی آزادی و ترقی ہماری آنے والی نسلوں کے تحفظ و بقا کی کفیل ہو

---

[۶] انقلاب ۔ اداریہ ۔ " اتحاد کانفرنس کی سرگزشت آغاز سے انجام کا اندازہ " ۱۷ ، ستمبر ۱۹۲۷ء

گی اور اس وطن کی تعمیر کے لیے ہم آج جتنی قربانیاں کریں گے وہ کل ہمارے اور ہماری اولاد کے کام آئیں گی ۔ ہماری مخصوص تہذیب ترقی کرے گی ، ہمارا تمدن پھلے پھولے گا اور ہماری معاشرت نشوونما پائے گی ۔ اگر ہندوستان کے مسلمان دنیا میں ممتاز قوم کی حیثیت سے زندہ رہنے کے خواہاں ہیں تو انہیں اپنا نصب العین ہندوستان کے اندر ایک وطن کی تعمیر قرار دینا چاہیے تاکہ تحفظ حقوق کے آئے دن کے جھگڑوں کا بالکل خاتمہ ہو جائے اور ان کے سیاسی اقدام کے لیے ایک نئی شاہراہ نکل آئے ۔ " ۷ے

تحریکِ پاکستان کو آگے بڑھانے اور مسلمانوں نے اپنی منزلِ مقصود کو پانے کے لیے ابھی کئی منزلیں اور طے کرنا تھیں اور اس کے لیے عزم ، جدوجہد اور ہمت کی ضرورت تھی ۔ کیونکہ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے نظریۂ حیات ہی کی بنا پر اپنے قومی وجود کو سلامت رکھنا تھا اور آزاد وطن کا مطالبہ کرنا تھا ۔ اس کے لیے اگرچہ اس دور کی صحافت پوری سیاست پر چھائی ہوئی تھی ، لیکن ابھی اس تگ و دو کو آگے بڑھانے کے لیے کئی رکاوٹیں عبور کرنا تھیں ۔ اس مشن کے پیشِ نظر ۱۹۳۴ء میں ملک نورالٰہی نے "احسان " کا اجرا کیا ۔ اس اخبار نے جدوجہدِ آزادی میں پُرخلوص کردار ادا کیا اور اس میں شائع ہونے والے مضامین اور اداریوں میں مسلمانوں کے مقاصد کو اُجاگر کیا ۔ ان مضامین کو ہماری جدوجہدِ آزادی کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی ۔

"احسان " نے مسلمانوں کی الگ حیثیت کو اُجاگر کر کے اِس بات کی تائید کی کہ مسلمانوں کا الگ ریاست کا مطالبہ جائز ہے ۔ اس میں لکھنے والے صحافیوں نے برصغیر کی حاکم قوم کو یہ باور کرایا کہ مسلمانوں کے مطالبات صحیح ہیں ۔

۷ے انقلاب ۔ قسط (۳) ۱۱ ، دسمبر ۱۹۲۸ء

اس اخبار نے مسلمانوں کے احیا کے لیے ان کی شروع کی ہوئی تحریکوں کو جلابخشی ۔ تحریک مسجد شہید گنج کی بھرپور حمایت کی اور مسلمان قوم میں جوش و جذبہ پیدا کیا ۔ احسان کے اجرا کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں ۔

مسلم کی منزل دُور نہیں

۱ ۔ منزل پر پہنچنے کے لیے مسلمان ایک ہی قافلے کے جھنڈے تلے سفر کیں ۔
۲ ۔ آپس میں سر پھٹول کے بجائے ان طاقتوں کا مقابلہ کریں جو مسلمانوں کو مٹا دینے پر تلی ہوئی ہیں ۔
۳ ۔ پاکستان کا مطلب ہندوستان کی آزادی ہے ۔
۴ ۔ اگر مسلمان خود ارادیت کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ کوئی گناہ نہیں ۔
۵ ۔ مسلمان اپنی جنگ کے لیے جادۂ اعتدال سے نہ بھٹکیں ۔
۶ ۔ ذاتی اغراض قومیت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیا کرتی ہیں ، مسلمان اس حقیقت کو فراموش نہ کریں ۔
۷ ۔ اگر ۹۵ فی صدی مسلمان مسلم اکثریت والے صوبوں کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں تو باقی ۵ فی صدی کو کیا اعتراض ہے ۔
۸ ۔ مسلمان کا قومی کیریکٹر بہت کمزور ہے، اس کو استوار کرنے کے لیے مسلمان حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں ۔
۹ ۔ گالی دینے والے کو گالی مت دو ۔ وہ خود شرمندہ ہو جائے گا ۔
۱۰ ۔ مسلم لیگ کا قافلہ منزل پر پہنچ کر دم لے گا اور کنارے پر کھڑے ہو کر پتھر برسانے والے یا تو کنارے پر ہی کھڑے رہ جائیں گے یا قافلے کا ساتھ دیں گے ۔ [۸]

مندرجۂ بالا مقاصد کے فروغ کے سلسلے میں " احسان " نے جو کردار ادا کیا ، اسے اس لحاظ سے تحریک پاکستان کا ایک مجاہد بھی کہا جاتا ہے ۔ کیونکہ اس نے مسلمانوں کی ترجمانی

---

[۸] فوزیہ اسحاق ، " احسان " مقالہ ایم ۔ اے صحافت

کی ۔ اس میں شائع ہونے والے مواد نے جس کا تعلق تحریکِ قیامِ پاکستان سے تھا قدم بہ قدم مسلم لیگی رہنماؤں کو آگے بڑھنے اور مسلمانوں کے مطالبات اور مقاصد کی تکمیل میں مدد دی ۔

اسی دور کا ایک اور اخبار " سیاست " تھا جس کے مدیر مولانا سیّد حبیب تھے۔ "سیاست" کو قومی جذبات اور احساسات کا ترجمان کہا جاتا تھا اور حق گوئی اور صداقت پرستی کی پاداش میں اس سے کئی بار ضمانتیں طلب کی گئیں ، لیکن یہ اخبار حسبِ معمول شائع ہوتا رہا ۔ " سیاست " نے تحریکِ پاکستان کے آخری ایام میں مسلمان رہنماؤں اور علما کے افکار کو نمایاں کر کے شائع کیا ۔ اس طرح اس نے مسلمانوں کے قومی تشخص کو ابھارنے میں نمایاں کردار ادا کیا ۔

تحریکِ قیامِ پاکستان میں مسلمانوں نے جس جانفشانی اور جوانمردی سے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اس کو " نوائے وقت " نے اپنے صفحات میں نمایاں جگہ دی ۔ تحریکِ پاکستان کے اس دور میں یہ حقیقت عیاں ہو چکی تھی کہ مسلم لیگ کا نصب العین کامل آزادی حاصل کرنا ہے اور مسلمانوں کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ ان کا ایک جداگانہ وجود ہے اور اپنی ایک مستقل تقدیر ہے ۔ " نوائے وقت " نے اپنی ۲۴ ، اگست ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں اس تصوّر کی وضاحت کرتے ہوئے ایک ٹھوس اداریہ تحریر کیا جس کا عنوان " آزاد ہندوستان و آزاد پاکستان " رکھا گیا ۔ اس اداریے کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو ۔

" آزادیٔ ہند کا تصوّر اسی طرح قائم ہے اور آزادیٔ ہند آج بھی اسی طرح مسلمانوں کا نصب العین ہے جس طرح ۱۹۳۷ء میں تھا ۔ مسٹر جناح اور لیگ کے دوسرے لیڈر بارہا یہ امر واضح کر چکے ہیں کہ پاکستان کے قیام کے لیے آزادیٔ ہند نہایت ضروری ہے ۔ ہندوستان آزاد نہ ہوگا تو پاکستان بھی قائم نہیں ہو سکتا ۔ غلام ہندوستان میں ایک غلام پاکستان کی تشکیل کوئی نصب العین نہیں کہ مسلمان قوم کو اس کے لیے قربانی پر آمادہ کیا جاسکے ۔ مسلمانوں کے

شایان شان نصب العین آزاد پاکستان اور آزاد
ہندوستان ہی ہو سکتا ہے اور یہی اس وقت
مسلمانوں کا نصب العین ہے ۔ " [۹]

" نوائے وقت " نے قائداعظم محمد علی جناح کے پیغامات بھی شائع کیے ۔ مسلمانوں کے نام ایک پیغام میں قائد نے کہا ۔

" میرا یقین ہے کہ پاکستان ہماری مٹھی
میں ہے ۔ یہ پہلے ہی وجود میں آچکا ہے اور ہم
اپنے صوبوں یعنی سندھ ، بلوچستان،سرحد،پنجاب
بنگال اور آسام میں حصولِ اقتدار پر قادر ہو
سکتے ہیں ۔ اگر مسلمان متحد ہو جائیں ، اگر
وہ اپنے مبارک نصب العین کی خاطر ذاتی جھگڑوں
کو خیرباد کہہ دیں تو موجودہ آئین کے تحت بھی
ہم ان صوبوں میں برسراقتدار آسکتے ہیں " [۱۰]

تحریکِ پاکستان کے آخری مراحل کو طے کرنے میں " نوائے وقت " نے فعّال کردار ادا کیا ۔ اس وقت کے سیاسی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اخبار نے مسلمانوں کے جذبۂ آزادی کو بڑھانے میں مدد دی ۔ کیونکہ اب " پاکستان " کا تصّور کسی حد تک تسلیم کر لیا گیا تھا اور اس کے وجود کے لئے کوشش ابھی باقی تھی ۔

تحریکِ پاکستان کے آخری دور میں مسلمانوں کی ایک آواز مسلم لیگ ، دوسری قائداعظم اور تیسری " ڈان " تھی جو جون ۱۹۴۲ء میں ہندوستان کی صحافتی اور سیاسی سطح پر بلند ہوئی اور اس کی گونج میں مسلمان آزادی کی منزلیں طے کرتے ہوئے " پاکستان " پہنچے ۔ انگریزی زبان میں مسلمانوں کا یہ پہلا ترجمان تھا جس نے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا ۔

" ڈان " مسلمانوں کے نظریات کا ایک ایسا آئینہ تھا جس میں ہم اس کا پُر خلوص اور آزاد کردار دیکھ سکتے ہیں ۔

---

[۹] نوائے وقت ۔ اداریہ ۔ ۲۲ ، اگست ۱۹۴۴ء

[۱۰] نوائے وقت ۔ ۲۳ ، مارچ ۱۹۴۵ء

اس نے تحریکِ پاکستان کے لیے بے لوث خدمات انجام دیں، جسے مسلم صحافت کبھی فراموش نہیں کرسکتی ۔ " ڈان " نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قائد اعظم کی شخصیت کو اجاگر کیا اور ان کے پیغامات اور تقریروں کو اپنے مضامین اور اداریوں میں اس طرح بیان کیا کہ جس سے برصغیر کے عوام کو صحیح حقائق کا علم ہوا ۔ اس بات کی تائید ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے " ڈان " میں شائع کردہ مضمون میں ان الفاظ میں کی ہے ۔

" قوم کو " ڈان " پر فخر ہے ، کیونکہ اس کی ابتدا بابائے قوم نے کی تھی ۔ اس نے تحریکِ پاکستان کو آگے بڑھانے میں ایک نمایاں کردار ادا کیا جبکہ یہ تحریک اپنے آخری نازک مراحل میں تھی اور جب پاکستان قائم ہوا تو اس نے بے لوث خدمت کی اور ناقابلِ شکست روایات کو جنم دیا جس کے باعث اسے ہندوستان کے ہر گوشے سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور بعض دفعہ تو اس کی بقا کو بھی چیلنج کیا جاتا رہا " ۔ [۱۱]

تحریکِ آزادئ پاکستان کے آخری سالوں میں برصغیر کے طول و عرض میں فسادات کی آگ بھڑکی اور ان فسادات میں ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا ۔ لیکن مسلمانوں کے ارادے مزید پختہ ہوئے اور وہ بے دریغ قربانیاں دینے کے لیے آگے بڑھے ۔ ہندوؤں نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی ۔ اس وقت " ڈان نے ان فسادات سے گھبرانے کی بجائے عزم و ہمت کا مظاہرہ کیا اور اس سلسلے میں اخبار میں یہ شہ سرخی دی:

" شہیدوں کو سلام "

" ڈان " کی اس شہ سرخی سے ہندو اور انگریز گھبرا گئے ۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ہزاروں مسلمانوں کی شہادت سے ان کا جذبۂ آزادی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا اور تشدد سے پاکستان کی تشکیل ناممکن بنا دی جائے گی ۔ لیکن انگریز

---

[۱۱] ڈاکٹر عبدالسلام خورشید ۔ مضمون " الطاف حسین کی زندگی اور صحافت میں کردار " ڈان ۔ ۱۲، اکتوبر ۱۹۷۲ء

اور ہندو اپنے اس مقصد میں ناکام رہے ۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے میں " ڈان " نے جو کردار ادا کیا اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا ۔ اس بات کی تائید ۲۳ ، مارچ ۱۹۴۶ء کے شمارے میں اخبار نے ان الفاظ میں کی ۔

" آزمائش کی گھڑی آن پہنچی ہے ، جبکہ مسلمانوں کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ان کا نعرہ " پاکستان یا پھر موت " صرف ایک کھوکھلا نعرہ نہیں بلکہ یہ اس سچائی کا عکس ہے جو کہ انھوں نے اپنے قومی کردار کے نتیجے میں خُدا کی خوشنودی سے حاصل کیا ہے ۔ قراردادِ پاکستان کی چھٹی سالگرہ کے موقع پر ہماری زندگیاں صرف اس پاکیزہ نظریے کے لیے وقف اور ہر وقت تیار ہونا چاہیں جس کی قوم کو کسی وقت بھی ضرورت پڑ سکتی ہے ۔ " ۱۲ ــــہ

اس دور میں " ڈان " دھلی سے نکلتا تھا اوردیگر علاقوں میں دیر سے پہنچتا تھا ؛ اس لیے مسلم لیگ کے پیغام کو بروقت پہنچانے کے لیے لاھور سے " پاکستان ٹائمز " کا اجرا کیا گیا ۔ اس کے بانی قائداعظم تھے ۔ اس وقت پاکستان کا مطالبہ تسلیم ہو چکا تھا اور اس مملکت کو وجود میں لانے کے لیے ابھی چند مراحل طے کرنے تھے ، تاکہ مسلمانوں کے آزاد ریاست کے تصّور کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ " پاکستان ٹائمز " نے ان آخری ایام میں اس تصّور کی تکمیل کے سلسے میں ایک اھم کردار ادا کیا ۔

" پاکستان ٹائمز " نے مسلم لیگ کی ھر آواز کو اپنے صفحات میں جگہ دی اور ہندوستان کے سیاسی حالات کے مطابق مسلمانوں کے موقف کو درست ثابت کرنے کے لیے بہت سے اداریے لکھے اور قائداعظم کی شخصیت کو مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کے لیے موزوں ترین قرار دیا ۔ اس سلسلے میں

---

۱۲ ــــہ ڈان ۔ مضمون " ڈان اور مسلم ہندوستان " از شریف المجاھد ، ۱۲ ، اکتوبر ۱۹۷۲ء

" پاکستان ٹائمز " نے ایک سُرخی شائع کی کہ :

" پاکستان کے گورنر جنرل قائداعظم ہوں گے "

اسی شمارے کے اداریے میں اس بات کی تائید ان الفاظ میں کی :

" حالات کے تقاضے کے مطابق پاکستان کا سربراہ مملکت صرف ایک ہوسکتا ہے ، جسے دس کروڑ مسلمان اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں ۔ وہ مسٹر جناح ہیں ۔ بانیٔ مملکت پاکستان مسٹر جناح ملک کی حفاظت کا بیڑا اٹھا سکتے ہیں ۔ اب ہر چیز مکمل ہو چکی ہے ۔ " [۱۳]

" پاکستان ٹائمز " نے تحریکِ پاکستان کے آخری مہینوں میں ایک بڑا کردار ادا کیا ۔ اس نے مسلم لیگ اور قائداعظم کے بیانات کو اداریوں اور مضامین میں شائع کیا ، جس سے تحریکِ پاکستان مزید آگے بڑھی اور یوں ۱۴ ، اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر ایک آزاد مملکت نمودار ہوئی۔پاکستان کے قیام سے متعلق" پاکستان ٹائمز " نے ۸ ، اگست ۱۹۴۷ء کو اداریہ لکھا ۔

" جمعہ ۱۵ ، اگست ۱۹۴۷ء برصغیر کی تاریخ میں ایک اہم دن ہوگا ، جس میں دو سو سالہ انگریز حکومت کا خاتمہ ہوگا ۔ مسلمانوں کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہوگا کہ عوام کے مقرر کردہ رہنماؤں کی رائے کو اہمیت دے کر اپنی آزادی حاصل کی گئی اور مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ ہوا ۔ " [۱۴]

اس دور میں مسلم صحافت ایک اہم کردار انجام دے رہی تھی ۔ " انقلاب ، زمیندار ، سیاست ، احسان ، نوائے وقت " اور دیگر اخبارات مسلمانوں کے مقاصد کے حصول کے لیے پہلے

---

[۱۳] پاکستان ٹائمز ، اداریہ ، " پاکستان کے لیے بہترین شخصیت " ۔ ۱۲ ، جولائی ۱۹۴۷ء

[۱۴] پاکستان ٹائمز ۔ اداریہ ۔ جلد نمبر ۱ ۔ شمارہ ۱۲۷ ۸ ، اگست ۱۹۴۷ء

سے کوشاں تھے ۔ اس کے علاوہ اس دور میں شہباز ، منشور ، انجام اور جنگ ابھرے ۔ ان اخبارات نے مسلمانوں کی ترجمانی کی ۔ اردو صحافت کے ساتھ ساتھ انگریزی صحافت نے بھی اہم کردار ادا کیا ۔ " ڈان" اور "پاکستان ٹائمز " اپنے دور کے اہم ترین اخبارات تھے جنہوں نے تحریکِ پاکستان کو آگے بڑھانے میں مدد دی ۔ اس کے علاوہ " نیو ٹائمز " ہفت روزہ کی صورت میں نکلا ۔ اس کے مدیر میاں محمد شفیع تھے جو مسلمانوں کی علیحدہ اسلامی مملکت کے وجود کے لیے پہلے سے کوشاں تھے۔اس اخبار نے اپنے محدود وسائل سے کچھ عرصہ تک مسلمانوں کی ترجمانی کی اور بہت جلد بند ہو گیا ۔ اس کے بعد کلکتے سے " سٹار آف انڈیا " نکلا ۔ یہ انگریزی اخبار تھا جو مسلمانوں کی ملکیت تھا ۔ یہ مسلم لیگ کا حامی تھا ۔ اس کے بند ہونے کے بعد " مارننگ نیوز " نکلا جس نے کرپس مشن ، کیبنٹ مشن اور مونٹ بیٹن کے منصوبے میں مسلمانوں کے مطالبات کی حمایت کی ۔ اس کے علاوہ "سٹار" اور مسلم واٹس" نے مسلمانوں کی حمایت کی اور پاکستان کے مطالبے پر زور دیا ۔

مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کی وضاحت اس دور کی صحافت کی مرہونِ منت ہے ۔ یہ انہی صحافیوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے شب و روز کی مساعی کے بعد خاص و عام پر یہ واضح کیا کہ اب مسلمانانِ ہند اپنی تقدیر کا فیصلہ خود کریں گے اور ان کی نمائندگی کا حق فقط مسلم لیگ کو ہے نہ کہ کسی اور کو ۔ اس طرح مسلم صحافت نے تحریکِ پاکستان میں دس کروڑ مسلمانوں کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کی اور یوں ۱۴ ، اگست ۱۹۴۷ءکو "پاکستان" دُنیا کے نقشے پر ابھرا اوردنیا کی سب سے بڑی اِسلامی مملکت کا درجہ پا گیا ۔ آج مسلمانانِ عالم اسی پاکستان کو اِسلام کا قلعہ کہتے ہیں ۔